نوات عبدیت حق — از ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

حفاظت و اشاعت قرآن مجید

حفاظت قرآن کی فضیلت و اہمیت پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے یہ خطاب پچھلے دنوں قاری محمد امین صاحب کی دعوت پر مدرسہ ... محلہ ورکشاپ راولپنڈی کے جلسہ تقسیم اسناد میں فرمایا۔ جسے مولانا محمد صدیق کیمبلپوری شریک دورۂ حدیث دارالعلوم ... نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نقل اور مرتب کیا۔ (ادارہ)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد....)

میرے محترم بزرگو! میں حضرت قاری محمد امین دامت برکاتہم کا ممنون ہوں کہ مجھ بیمار کو تقریباً دو سال بعد یہ پہلا اجتماع ہے جس میں انہوں نے مجھے حاضری کا حکم دیا۔ اور میں نے اپنے لئے ان کا حکم بجا لانا باعث سعادت سمجھا۔

میرے محترم بزرگو! میری اس آواز کی کمزوری کی وجہ سے آپ محسوس کریں گے کہ کسی خاص تقریر کا مقصد نہیں ہے۔ نہ میں اس کا اہل ہوں۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے جو بعض حفاظ کی دستار بندی ہوئی ہے۔ اور ان کو خلعت عطا فرمایا محلے والوں نے۔ اور انشاء اللہ آئندہ رات کے اجلاس اور دوسرے اجلاسوں میں بھی دستار بندی ہوگی۔ یہ دستار بندی اور یہ عزت، آپ کہیں گے کہ اس میں ان کو کیا فائدہ ہوا؟ نہ ڈپٹی کمشنر بنے۔ نہ تحصیلدار بنے نہ سیکرٹری، وزیر بنے۔ یہ کیا چیز ہے جس کے لئے آپ نے ہمیں جمع کیا ہے۔ اور ان نوجوانوں کو مبارکباد دی ہے۔ تو میرے محترم بزرگو! میں آپ سے مختصراً عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ یہاں سے یعنی پاکستان سے جب سعودی عرب جائیں گے۔ قطر جائیں گے۔ بحرین جائیں گے۔ شام جائیں گے۔ تو کیا آپ بلا پاسپورٹ اور بغیر ویزے جا سکتے ہیں؟ نہیں۔ چاہے آپ کتنے ہی بڑے آدمی کیوں نہ ہوں۔ لیکن جب تمہارا پاسپورٹ نہیں ویزا نہیں۔ تو آپ سعودی عرب نہیں جا سکتے۔ حج کے لئے بھی نہیں جا سکتے۔ عمرے کے لئے بھی نہیں جا سکتے۔ جب تک کہ پاسپورٹ نہ ہو۔ میں نے آپ کی پنڈی میں ابھی سنا ہے کہ ایک کنال زمین دو لاکھ روپے پر بکتی ہے۔

جنت الفردوس جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اس کی ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی ہے اور ہر جنتی کو اس دنیا سے اضعافاً مضاعفاً زیادہ وسیع مکان ملے گا۔ وقت نہیں ہے کہ میں آپ کے سامنے تفصیل سے عرض کروں بلکہ انشاء اللہ جو سب سے آخر میں داخل ہونے والا جنتی ہے اس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ تبسم فرمائیں گے اور راضی ہو کر کہیں گے کہ میرے بندے تو کیوں خفا ہے تو کہتا ہے کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ جا تجھے میں نے جنت دی ہے اور اس دنیا سے کئی گنا زیادہ جنت میں جگہ تمہیں دے دی۔

اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ تو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ ایک کنال زمین تو آپ دو لاکھ روپے میں خریدتے ہیں۔

تو جنت کی یہ زمین کیا بغیر پاسپورٹ اور بغیر ویزے مل سکتی ہے۔ ذرا آپ سوچیں تو یہ کھلی بات ہے۔ کہ یہ بھی زمین وہ بھی زمین ہے۔ وہاں بھی اسلامی حکومت ہے اور یہاں بھی اسلامی حکومت ہے۔ لیکن ہمیں بغیر پاسپورٹ جا[نے کی] ہمت نہیں ہو سکتی۔ تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں سے لے کر عرش تک سب کچھ یہ دنیا میں حساب ہو تو[۔] اور عرش کے نیچے، عرش کے سائے کے نیچے جنت اور خصوصاً جنت الفردوس اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عطا فرما[ئے] کیا وہاں بغیر پاسپورٹ کے جائیں گے؟ بغیر ویزے کے جائیں گے؟ ذرا آپ سوچیں وہاں بغیر پاسپورٹ اور [ویزے] کے نہیں جا سکتے۔ تو اس کے لئے یہ دنیا کا پاسپورٹ اور ویزا کام نہیں دے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ مسلمان کو جنت کے دروازے پر کھڑا کر دیں گے۔ آگے مکانات ہیں۔ جنت [کے] درجات ہیں۔ قرآن مجید کی جس قدر آیتیں ہیں اسی قدر جنت کے درجے ہیں۔ فرض کیجئے جس طرح بعض قراء کا آیات [کے] بارے میں خیال ہے تو جنت کے ۶۶۶۶ درجے ہیں۔ تو جتنی آیتیں ہیں قرآن مجید کی ہر آیت کے مقابلہ میں آپ کے [لئے] درجہ ہے۔ تو آپ نے اگر دس آیتیں پڑھ لیں تو دس درجے ملیں گے اور اگر آپ نے ایک سو آیتیں پڑھ لیں تو [ایک] سو درجے ملیں گے۔

پاسپورٹ ہے نا آپ کے پاس کہ نہیں ہے؟ اور جس کے پاسپورٹ نہ ہو وہ دروازے پر کھڑا رہے[گا]، کہا جائے گا کہ پڑھو۔ تو وہ کہے گا ہاں جی۔ بتاؤ ویزا۔ بتاؤ پاسپورٹ۔ یعنی وہ پاسپورٹ تو قرآن ہے۔ یہ دنیا[کا] پاسپورٹ کام نہیں دے گا۔ جنت کا جو پروانہ ہے وہ اللہ کے نزدیک قرآن مجید کی آیات مبارکہ ہیں جتنی[آیتیں] آپ نے پڑھیں۔ یا سب آیتیں آپ نے پڑھیں تو سب سے اعلیٰ درجہ جنت الفردوس میں آپ کو مل جائے گا۔ اللہ [سب] کو نصیب فرمائے۔ اور اگر تھوڑی آیتیں پڑھیں تو جہاں تمہاری قرأت ختم ہوگی وہاں تمہارے لئے جنت کا [فیصلہ] کر دیا جائے گا۔

میرے محترم بزرگو! یہ کہ آپ نے دنیا میں ایک بڑا عہدہ اگر سنبھال لیا تو کیا وہ صاحب قابل رشک [ہے] یا یہ نوجوان علماء، جنہیں قیامت کا پاسپورٹ ملا۔ اور پاسپورٹ بھی وہ جو آخری درجے میں جانے کے لئے ہے وہ ملا۔ اب بتائیے کہ کون کامیاب ہے؟ یہ کامیاب ہوئے یا وہ۔ دنیوی تعلیم میں مہارت حاصل کر چکا ہے۔ فرض[کیجئے] کہ ایک شخص نے بی اے یا ایم اے کر لیا اور ڈی سی بن گیا۔ یا سیکرٹری بن گیا۔ تو آپ کے ہاں تو مجھے معلوم [نہیں] ہمارے ہاں یہ واقعہ ہوا کہ ایک شخص نے اپنے بچے کو دینی تعلیم کی بجائے دنیاوی تعلیم دلائی۔ اور اعلیٰ ڈگری [حاصل] کر لینے کے بعد وہ ڈی سی بن گیا۔ ایک روز اس کا باپ اسے ملنے کے لئے گیا پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہ[نے] تھے جیسے دیہاتوں میں ہوتا ہے۔ دروازے پر کھڑا ہے۔ پولیس نے اسے روک لیا کہ تم کون ہو؟ ڈی سی کی [بتایا] گئی کہ یہ تو میرا باپ ہے۔ کھدر کا کرتہ اور پاجامہ پہن رکھا ہے۔ پرانی وضع کا آدمی ہے۔ غیر مہذب ہے۔ تو یہ لو[گ]

مذاق اڑائیں گے۔ تو اس نے چپڑاسی سے کہا کہ اس آدمی کو باہر بٹھاؤ یہ ہمارے گھر کا نوکر ہے۔ اور کہو کہ صاحب فارغ نہیں ہیں۔ وہ بھی بڑا حاضر جواب تھا۔ اس نے دروازے سے آواز دے کر کہا۔ ہاں میں تیری ماں کا نوکر ہوں۔ یہ کہہ کر چل دیا۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اب دیہنداروں میں ہیے بیاپ دیوں ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والا جس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ" پہلے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو پھر ماں باپ کا۔ اور ماں باپ کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اب یہ بتائیں کہ وہ باپ جس کے یہ بیٹے ہیں۔ جن کی سرپرستی آپ حضرات نے کی ہے۔ آپ کا بھی اس میں حصہ ہے۔ حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم، تمام محلے والوں اور مدرسے والوں کا اس میں حصہ ہے۔ بھلا بتلایئے کہ اس نے جو یہ کہے گا کہ جب بڑا آدمی بن جاتے کہ ہمارے گھر کا نوکر ہے۔ کہنے پر کہ یہ میرا باپ ہے۔ وہ نادم شرمندہ ہوتا ہے کیا اس نے کمال حاصل کر لیا۔ یا وہ جو باپ کو دیکھ کر باپ کے قدموں پر گرنے لگتا ہے۔ اور ماں کے قدموں پر گرنے لگتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ جنت مجھے یہاں ملے گی۔ میں عرض کرتا ہوں۔ آپ حضرات اور یہ ہمارے پاس اس کی قدر نہیں۔ دیکھو نا! یہ غالباً عالمگیرؒ۔ جو ہندوستان۔ ہرات۔ کابل اور یہ تمام بنگلہ دیش اور یہ علاقے سب اس کے زیر حکومت تھے۔ دہلی دارالحکومت ہے۔ اس سے اس کے والد کی شکر رنجیدگی پیدا ہوئی۔ اب یہ عالمگیر وہ شخص ہے جس کو بارہ ہزار احادیث مع السند یاد ہیں۔ بارہ ہزار احادیث۔ اور اتنا بڑا آدمی تھا۔ کہ چالیس تمام ملک کے بڑے بڑے علماء ان کے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھاتا تھا۔ اور صبح سے لے کر دوپہر تک جتنے مسائل پیش ہوتے۔ ان کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ کہ اس کا حکم کیسا ہے۔ اور اس طرح رات کے وقت میں ان تمام دن کے مسائل کو شریعت کی میزان میں تولنے کے لئے۔ ان چالیس علماء کے سامنے پیش کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک کتاب مرتب کی۔ جو قوانین ہیں۔ جو ہندوستان کے قوانین تھے اس وقت پاکستان ہندوستان یہ سب ایک ملک تھا۔ اس کا نام عالمگیری تھا۔ اس کو فتاویٰ ہندیہ بھی کہتے ہیں۔

تو وہ شخص چونکہ باپ اس سے ناراض ہے۔ اب وہ عالم ہے عالمگیرؒ۔ اس نے یہ سمجھا ہے۔ میرے روزے۔ میری نماز۔ میرے حج۔ میری زکوٰۃ میری تمام نیکیاں اس وقت فائدہ مند ہوں گی۔ جب باپ خوش ہو۔ اب اس نے چاہا کہ باپ کو خوش کروں۔ کس طریقے سے خوش کرے؟ اس نے بڑی کوشش کی جرگے بھیجے۔ پھر اس کے بعد ہدایا اور تحائف بھیجے۔ لیکن باپ نے کہا کہ میں اس سے منہ نہیں لگاؤں گا۔ وہ بادشاہ تھا۔ اب عالمگیر نے اپنے بیٹے کو قرآن مجید یاد کرایا۔ یہ تو خود انڈیا کا بادشاہ تھا۔ تو وزیر سے کہا کہ میرے باپ کو جا کر خوشخبری سنانا۔ کہ تمہارے پوتے نے قرآن مجید یاد کر لیا ہے۔ وہ کیا انتہا ہے۔ اس بات پر۔ جیسا کہ آپ حضرات تشریف فرما ہیں اس خوشی میں کہ چند نوجوانوں نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ یاد کر لیا ہے۔ تو اس خوشی میں ہم بیٹھے ہیں، تو وزیر سے

کہتا ہے۔ کہ جا میرے باپ کے سامنے یہ بشارت دینا۔ کہ تیرے پوتے نے قرآن شریف کو یاد کیا ہے۔ اس نے یہ بات سن لی۔ چارپائی پر پڑا تھا۔ بادشاہ تھا۔ قالینوں کے درمیان نظر بند تھا۔ اس نے بات کو سن کر کہا۔ اچھی بات ہو گئی یہ تو۔ میرے پوتے نے قرآن یاد کر لیا اچھی بات ہو گئی۔ خوشی ہے بس اتنا کہہ دیا۔ اور وہ وزیر اعظم واپس چلا گیا۔ تو عالمگیر کہتا ہے۔ کہ میرے باپ نے کیا اثر لیا ہے۔ تم نے خوشخبری جب اس کو سنا دی۔ تو اس نے جواب یہ کہا۔ کہ اس کا کوئی خاص اثر نہیں لیا ہے۔ ویسے اس نے کہا اچھی بات ہو گئی۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ جس شخص نے قرآن مجید کو یاد کیا جس لڑکے یا لڑکی نے قرآن مجید کو یاد کیا۔ اس کے باپ کے سر کے اوپر قیامت کے دن تاج رکھا جائے گا۔ یہ لفظ ہے ماں۔ باپ کا۔ تو اب عالمگیرؒ نے یہ تو خوشی ظاہر کی کہ میرے پوتے نے قرآن شریف کو یاد کر لیا ہے۔ لیکن جو مقصد عالمگیر کا تھا۔ وہ پورا نہ ہو سکا۔ وہ سمجھ گیا اور قرآن شریف یاد کرنے لگا۔ دیکھئے اسے بارہ ہزار حدیثیں یاد ہیں۔ ایسے بھی گذرے ہیں سلاطین اور عالمگیری جیسی کتاب بھی تالیف کرائی۔ اور ملک کا نظام بھی چلاتا ہے۔ قرآن شریف یاد کرنے لگا۔ تو اس نے قرآن شریف کو یاد کر لیا۔ اس نے پھر وزیر اعظم سے کہا۔ جاؤ میرے والد سے کہہ دینا کہ عالمگیرؒ نے قرآن شریف یاد کر لیا ہے۔ انہیں خوشخبری سنانا۔ وہ جا کر عرض کرتا ہے کہ حضرت تیرے بیٹے عالمگیرؒ نے قرآن یاد کر لیا ہے۔ اس نے کہا اچھا۔ وہ تو بادشاہ ہے ملک کا۔ اتنے بڑے نظام وہ چلا رہا ہے۔ قرآن شریف اس نے کیسے یاد کر لیا ہے۔ تو وزیر اعظم نے کہا کہ حضرت آپ امتحان لے لیں۔ قرآن شریف میں لے آؤں گا۔ اور اس کو بھی بلا لوں گا۔ اگر اجازت ہو تو جہاں بھی آپ امتحان لینا چاہیں لے لیں امتحان۔ کہ یاد ہے۔ یا نہیں۔ تو اس کو یقین ہو گیا کہ عالمگیرؒ نے قرآن شریف یاد کر لیا ہے۔ تو باپ لیٹا ہوا تھا۔ پہلے تکیہ لگائے ہوئے۔ پھر بیٹھا۔ اور بیٹھ کر ہنسنے لگا خوش ہونے لگا۔ اور اس نے کہا۔ کہ جا میرے بیٹے سے کہہ دینا۔ کہ میں نے تجھ کو معاف کر دیا ہے۔ جب تم نے قرآن پاک یاد کر لیا۔ تو میں نے بھی تمہیں معاف کر دیا۔ وہ ویسے نہیں کہتا تھا۔ وہ اس بنا پر کہ عالمگیر کا باپ یہ سمجھ رہا تھا۔ کہ اس کے بیٹے نے قرآن کو یاد کر لیا ہے۔ تو قیامت کے دن اس قرآن شریف کی برکت سے میرے سر پر تاج رکھا جائے گا۔ اس کا ایک ایک موتی آفتاب کے نور سے بھی زیادہ منور ہو گا۔ جس بیٹے کی برکت سے چاہے، چاہے اس نے اس کے ساتھ کچھ ناچاکی کی باتیں کی ہوں۔ لیکن اس کی برکت سے مجھے جنت جانا ہو گا۔ اور قیامت کے دن جواہرات کا تاج میرے سر پر رکھا جائے گا۔ تو میں جب اس کی برکت سے اتنا اونچا ہوتا ہوں۔ تو میں اس کو کیوں نہ بخشوں، تو کہا میں نے بخش دیا۔

کتنی بڑی بات ہے جو ان بچوں کی ان نوجوانوں کی ہم نے دستار بندی کی۔ اور آپ کے محلے نے کوشش کی تو یہ بتائیں کہ یہ بہتر ہے۔ یا وہ ڈی سی جو کہتا ہے۔ کہ یہ میرا نوکر ہے۔ وہ بڑا ادب جو کرے گا۔ تو کہے گا۔ کہ یہ ہمارے محلے کا پرانا آدمی ہے۔ اتنا ہی کہہ دے گا۔ آپ خوش ہوں گے۔ وہ ڈی سی یا سیکرٹری یا وزیر بن کر بھی آپ کو

کہے کہ میرا بڑا بھائی ہے۔ یا میرا والد ہے۔ خوش قسمتوں کو یہ بات ملتی ہے۔ لیکن ان بچوں نے جو چیز حاصل کی وہ کتنی بڑی چیز ہے۔

دیکھو میرے بھائیو! یہ غیاث الدین بلبن۔ جو گذرا ہے۔ بادشاہ۔ اس کا حکم تھا۔ کہ میرے گھر میں جتنی خادمائیں اور کنیزیں ہوں۔ حافظ القرآن ہوں۔ آٹا بھی جو گوندھے وہ بھی حافظ القرآن ہو۔ ہانڈی پکائے تو وہ بھی حافظ القرآن ہو۔ تو ایسے لوگوں کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ تاکہ ان کے حفظ کی برکت سے مجھے اور ملک میں ترقی ہو۔

اب یہ بتائیں کہ ان نوجوانوں نے جو کچھ حاصل کیا۔ یہ ماں باپ کے لئے تاج کا سبب بنے گا یا نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ حافظ کے ماں باپ کے سر پہ تاج رکھا جائے گا۔ تو گویا اس حافظ کو جو خلعت آپ محلے والوں نے دیا تو اللہ ان کو بھی جنت کا خلعت عطا فرمائے گا۔

جب باپ اور ماں کے سر پہ تاج رکھا جائے گا تو بیٹا جو حافظ القرآن ہے۔ بیٹی جو حافظ القرآن ہے۔ اس کو کیا کچھ ملے گا؟ اس کو تو بہت بڑی نعمت ملے گی۔ اس کو تو بہت بڑی چیز ملے گی۔

میرے محترم بزرگو! یہ نعمت یہ قرآن کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ ہمیں اپنی اولاد کے اوپر زراعت۔ صنعت حرفت۔ ملازمت اور تجارت وغیرہ ان چیزوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ ہم اس کے مخالف نہیں ہیں۔ لیکن میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ فانی ہے۔ اس کا فائدہ کوئی مستقل فائدہ نہیں ہے۔ اور جو باقی چیز ہے۔ باقی کا فائدہ یہ ہے۔ کہ جن بچوں نے قرآن شریف یاد کر لیا۔ حفظ۔ تجوید اور دونوں نعمتیں اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائیں۔ یہ سب سے بڑا احسان ہے۔ اس کے علاوہ دیکھئے قبر میں ہم اور سب اکیلے ہوں گے سب۔

وہ اکبر بادشاہ گذرا ہے، اکبر بادشاہ بڑا ملحد تھا، لیکن اس زمانے کے ملحد بھی عجیب تھے۔ اس ملحد کے دماغ میں یہ چیز آئی۔ کہ یہاں جو بجلی اور لالٹین موجود ہے۔ قبر میں کیا ہوگا اندھیرے میں۔ تو بادشاہ کی طبیعت پریشان ہو گئی۔ تو تمام وزراء پریشان ہیں۔ ہر ایک کچھ نہ کچھ تدبیر بتاتا ہے۔ تو ان میں ایک وزیر تھا۔ بیربل۔ اس نے آکر بادشاہ سے کہا۔ آپ کو چند دن سے ہم دیکھتے ہیں بڑا مغموم ہے کیا بات ہے۔ اس نے کہا بات یہ ہے۔ کہ مروں گا۔ مرنے کے بعد قبر میں اکیلا رہوں گا۔ روشنی بھی نہیں ہوگی۔ اندھیرا ہوگا۔ کیا کریں گے۔

بیربل نے اکبر کو کہا۔ مسلمان کی قبر میں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شخص مبارک فرشتے کرائیں گے۔ کہ ما تقول فی ہذا الرجل۔ اس ذات اقدس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ اب عاشق تو سمجھتا ہے محبوب کو۔ تو عاشق لپٹ جائے گا قبر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک بارونق کو دیکھ کر لپٹ جائے گا۔ کہے گا کہ کاش دس برس پہلے مرتا۔ حضورؐ کا دیدار کر لیتا۔ تو بیربل نے اسے تسلی دی۔ کہ تو تو مسلمان ہے۔ اور تجھے معلوم نہیں کہ قبر میں انوار و برکات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے آئیں گے۔ تو تاریکی تمہارے

اوپر نہیں ہوگی۔ سمجھے یہ تھا ایک ہندو بیربل اور ایک ملحد اکبر بادشاہ، وہ ملحد اس لئے تھا کہ سکھوں، ہندوؤں عیسائیوں، پارسیوں اور مسلمانوں سب کا مجموعہ ملا کر ایک مذہب بنایا تھا اس نے۔ تاکہ میری حکومت اور میرے خاندان کی حکومت باقی رہے۔ تو وہ تھا ملحد لیکن کم از کم اتنا فکر تو تھا۔ کہ قبر میں کیا کروں گا۔

میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ صحیح حدیث میں آتا ہے۔ کہ جب آپ اور ہم قبر میں جائیں گے۔ تو یہ فرشتے چاروں طرف گزرے کر آئیں گے۔ فرشتے آئیں گے۔ ایک سر کی طرف۔ اس طرف سے پوچھا جائے گا۔ کہ تو کون ہے۔ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا تھا۔ تیرا رسول کیا ہے۔ ظاہر بات ہے۔ یہاں معمولی ممتحن کو جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ وہاں کیا حالت ہو گی۔ تو اب وہاں سے سر کی طرف سے جو قرآن پڑھنے والا تھا دنیا میں۔ تو وہ قرآن شریف باہر آئے گا اور وہ یہ کہے گا۔ کہ اس طرف سے تو انہیں نہ مار۔ میں نے اس دماغ میں جگہ پکڑی ہے۔ تو اس طرف سے وہ فرشتہ ہٹ جائے گا تو دائیں جانب کھڑا ہو گا۔ دائیں جانب سے جب وہ مارے گا۔ تو نماز جو ہے دائیں جانب وہ کھڑی ہو کر اس کو کہے گی۔ اس کو مت مار۔ کیونکہ اس نے جمعہ کی نماز پڑھی ہے۔ اور نمازوں میں شریک تھا اس کو مت مارنا۔ وہ سامنے سے ہٹ جائے گا۔ پھر بائیں جانب سے فرشتہ جب اس سے پوچھے گا۔ اور جب مارے گا اس کو۔ تو روزہ سامنے آئے گا۔ کہ اس کو مت مارنا۔ اس نے تہجد پڑھی ہے۔ اس نے کھڑے ہو کر تہجد پڑھی ہے۔

اب یہ بتلائیے کہ قبر میں روشنی کا ذریعہ قرآن ہے یا نہیں۔ قبر میں یہ بجلی پنکھا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ یہ روشنی نہیں ہو گی۔ قرآن کی روشنی ہو گی۔ اور یہ نماز کی روشنی ہو گی۔ روزے کی روشنی ہو گی۔ اور تہجد کی روشنی ہو گی۔ لیکن یہ دنیوی روشنیاں جو ہیں۔ یہ تو نہیں ہوں گی۔ تو اب جس نے قرآن مجید یاد کر لیا۔ تو وہ کتنا بابرکت ہے۔ کہ قرآن کی روشنی میں قبر میں لیٹے گا۔ اور قرآن سر کی جانب آ کر سپاہی کی طرح کھڑا ہو کر اس کی حفاظت کرے گا۔ تو اب بتلائیے کہ یہ شخص قابل مبارک باد ہے یا نہیں۔ اس نے اپنے لئے قبر کی زندگی بھی منور کر لی۔ اور میں کیا عرض کروں۔ محترم دوستو! آپ کا عزیز وقت میں لینا نہیں۔ یہ مدرسے کی برکت ہے و یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ مدرسے کی برکت ہے۔ دیکھئے نا آپ کو معلوم ہے کہ جس وقت اس ملک میں انگریز آیا تھا۔ اس نے اول سے علماء اور دیندار لوگوں کو پھانسی دی۔ اور پھانسی کے ذریعے سے جب وہ کامیاب نہ ہوا تو اس نے یورپ سے پادریوں کو بلایا۔ اور ان کو کہا۔ کہ تم ان مولویوں کو چیلنج دے کر مقابلہ کرنا۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ساتھ شاہجہان پور اور دوسری جگہوں میں مناظرہ ہوا۔ اس میں بھی اس نے شکست کھائی لیکن لاکھوں دینداروں کو انگریز نے قتل کیا۔ تو اس وقت بھی چند بزرگوں نے جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ اور دوسرے بزرگوں نے کہا۔ کہ مدرسے کی بنیاد اب رکھنی چاہئے۔ ہمارے پاس فوجی طاقت نہیں ہے۔ اور توپیں نہیں ہیں۔ بندوق نہیں ہے۔ اور اکثر

دیندار شہید ہو گئے۔ اب ہم مدرسے کی بنیاد رکھتے ہیں۔ تاکہ اس میں چند بچوں کو چند نوجوانوں کو پڑھایا جائے۔ تو وہاں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی۔ اس میں ایک استاد اور ایک شاگرد تھا۔ استاد کا نام بھی محمود اور شاگرد کا نام بھی محمود۔ وہ محمود الحسن ایک مدرسے کا طالب علم اور ایک استاد چند برس گذرے وہ محمود الحسن شیخ الہندؒ کے نام سے ملقب ہوا۔ جو مالٹا میں قید رہے۔ اسیر مالٹا کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کا ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ آج کل بھی الحمدللہ ہر جگہ ملتا ہے۔ حضرت شیخ الہند وہ ہستی ہیں۔ کہ رولٹ کمیٹی انگریزوں کی۔ اس نے کہا۔ کہ تمام ہندوستان میں بغاوت اس مولوی کی برکت ہے۔ یہ ایک مولوی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے انگریز تنگ ہیں۔ رولٹ کمیٹی نے تمام زور حضرت شیخ الہندؒ پہ ڈالا۔ وہ جس وقت بڑھاپے میں آخری عمر میں آخری وقت میں ہیں۔ وہاں پر تمام مرید طلباء، تمام حکماء گرد اگرد جمع ہیں۔ کسی نے کہا حضرت آپ یہ بتائیں کہ آپ کی زندگی دین کے کاموں میں گذری ہے تو آپ کا کونسا کام ایسا ہے جس پر تمہیں اعتماد ہو۔ کہ اللہ مجھے بخش دے گا۔ کوئی کام تو ہونا چاہیئے۔ ہمارے ہاں ہوشیار لوگ جو ہیں۔ وہ چاہے کتنا ہی خرچ کریں۔ دس پندرہ روپے گھر میں رکھتے ہیں۔ کونے میں۔ تاکہ سختی کے وقت کام آئیں۔ تو ہمیں بھی یہ چاہیئے کہ ہم سختی کے وقت کے لئے یہ سوچیں کہ ہمارا کوئی دین کا ایسا کام ہے کہ وہاں کام دے سکے گا۔

اور دیکھئے ان مجاہدین کی برکت سے آج ہم آزاد ہیں۔ اور یہ وہ ہستی ہے جس نے تمام عمر انگریزوں کو تنگ کیا یہ وہ ہستی ہے جس کی عمر جیلوں میں کٹی۔ لیکن وہ کہتا ہے۔ کہ ہاں ایک چیز ہے جس کے اوپر مجھے بھروسہ ہے۔ قرآن شریف لے کر انہوں نے کہا۔ کہ یہ قرآن شریف جس کا ترجمہ میں نے شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا جو ترجمہ ہے وہ آسان کر دیا ہے۔ یہ ایک عمل ہے۔ کہ اللہ کے سامنے پیش کروں گا۔ کہ اے اللہ! میں نے آپ کے کلام کی خدمت کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس محلہ والے اور دوسرے جو بھائی مسلمان ہیں۔ جو علماء ہیں جو اساتذہ ہیں۔ وہ قابل مبارک باد ہیں اللہ کے سامنے یہ عمل پیش کریں گے۔ کہ یا اللہ ہم نے ان چند نوجوانوں کو چند سپاہیوں کو اور چند بزرگوں کو قرآن سکھایا۔

شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآن کی خدمت کی تیس برس تک۔ کہتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا۔ انتقال ہونے کے بعد ایک بزرگ نے غالباً گنج مراد آبادی ہیں۔ وہ کشف بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ جب دفن ہو گئے۔ دہلی میں ان کی قبر ہے۔ تو چودہ میل کے اندر اندر جتنے اصحاب قبور ہیں۔ سب سے عذاب اٹھ گیا۔ یہ قرآن کی برکت ہے۔ چودہ میل کتنے ہیں گرد اگرد عذاب اٹھا۔ آپ کہیں گے یہ کیا منطق ہے۔ دیکھو یہ پنکھا ہے یہ آپ کے لئے چل رہا ہے۔ لیکن وہاں ہوا پہنچتی یا نہیں پہنچتی ہے نا۔ اور وہاں بجلی کی روشنی کو جلائیں تو وہ روشنی باہر صحن کو بھی جاتی ہے یا نہیں۔ جلایا تو آپ نے اپنے لئے۔ لیکن وہ روشنی پہنچتی کہاں ہے۔ اس طریقے سے حضرت شاہ عبدالقادر پر رحمتیں برس رہی تھیں تو اس کی برکت سے چودہ میل کے اندر اندر جتنے اصحا

قبوروں میں ان سے عذاب اٹھ گیا۔ کتنی بڑی سعادت اور نیک بختی جو آپ حضرات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے میسّر فرمائی۔ میں آپ سے ایک بات خوشخبری کی عرض کرتا ہوں۔ کہ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ان مدارس کی کیا ضرورت ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ انگریز نے ہمارے ملک میں تباہی تقریباً دو سو برس میں کی۔ پھر اس کے بعد جو دور آیا اس دور میں کتنی تباہیاں اور کتنی بربادیاں ہوئیں۔ لیکن الحمدللہ کہ آج ایک مدرسہ کی آواز پر اتنے مسلمان جمع ہیں اس مسجد میں۔ یہ ایک آواز پر لبیک ہم نے کہہ دیا۔ اور ہم اور آپ حاضر ہوئے۔ تو یہ انگریز خود بھی حیران ہوتا تھا کہ لاکھ کروڑوں روپیہ۔ فوج اور مشینیں۔ توپیں اور ہوائی جہاز اور مشینریاں اور یہ تمام خرچ کیں۔ اور نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ایک عالم اور ایک حافظ نے یہ آواز دی۔ کہ آئیے آج چند آیتیں قرآن شریف کی سنائیں گے۔ تو کتنے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ ایمان باقی ہے یا نہیں۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون۔ الآیۃ۔ اللہ نے اس قرآن کو نازل فرمایا وہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ پانچ منٹ کے لئے علیحدہ ہو کر سوچیں کہ ہم مسلمان ہیں کس نے مسلمان کیا ہے؟ ہمارے استاد نے یہی کہیں گے۔ ہمارے مولوی صاحب نے اور پھر ہمارے باپ نے۔ اور ہمارے باپ کو کس نے مسلمان کیا اس کے باپ نے۔ اس کو کس نے مسلمان کیا۔ اس طریقے سے آپ سلسلہ جب چلائیں گے۔ تو آج چودہ سو برس تک ایمان کی چنگاری جو آئی ہے۔ یہ مدرسے کے دین کی برکت ہے۔ یا اور کچھ یہ حقیقت میں دین کی برکت ہے۔ یہ ایک نقطہ ہے صحابہ کرامؓ نے جب مکہ معظمہ فتح کر لیا۔ تو وہاں معلوم ہے آپ کو ایک نماز کا ایک لاکھ نمازوں کا اجر ملتا ہے۔ خانہ کعبہ میں ایک نیکی کا اجر ایک لاکھ درجے ملتا ہے۔ لیکن صحابہؓ نے اسے فتح کیا تو پھر چاہیے تھا وہیں قیام کرتے۔ بس اپنے گھر۔ اپنے شہر۔ اور پھر مبارک جگہ ان کو میسر ہوئی۔ لیکن نہیں انہوں نے رخ کیا شام، ایران، عراق کا۔ انڈونیشیا کا۔ ہندوستان پاکستان کا۔ اور یورپ کا اور افریقہ کا۔ اب صحابہؓ نے اکیلے جا کر ایک ملک میں کسی کو کلمہ سکھایا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کسی کو نماز سکھائی۔ اب وہ چودہ سو برس پہلے جو صحابیؓ اس نے کلمہ سکھایا ہے۔ ہمارے دادے کو اور نماز سکھائی ہے۔ آج چودہ سو برس تک کتنے ارب نمازیں ہوئی ہوں گی۔ ہوئی ہیں نا۔ کتنے اربوں دفعہ ذکر الٰہی ہوا ہوگا۔ اس کا ثواب آپ کے اعمالنامے میں بھی درج ہوگا۔ اور وہ صحابی جس نے ہجرت اختیار کی تبلیغ کی اس کے اعمال نامے میں بھی لکھا جاتا ہے۔ فلہٗ اجرھا واجر من عمل بھا۔ اب بتائیے وہاں رہتے خانہ کعبہ مبارک میں تو ایک ارب نمازوں کا اجر ہو جاتا۔ پھر فرض کیجئے، یعنی نماز کا اجر ایک لاکھ بیلین اب کتنا ہے۔ اب قیامت تک جو سلسلہ چل رہا ہے وہ تمام اجر و ثواب صحابی کے اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ جو دین کو آپ دیکھ رہے ہیں مدارس کی ۔۔۔۔ ایک مدرسہ جو قائم ہوا

کے مقابلے میں تو اس کی برکت ہے۔ ہر مکان کے سامنے ہیں آپ کو ایک عالم اور ایک تبلیغ کنندہ ملے گا۔ اور میں آپ کو ایک خوشخبری اور سناؤں محترم بزرگو! دارالعلوم حقانیہ چونکہ سرحد کے قریب ہے۔ اور اس میں تقریباً پانچ سو بچے ہیں۔ تقریباً ۹ سو تک طلبا ہیں۔ اور اکثر طلبا افغانستان اور بلوچستان کے ہیں۔ تو آج آپ جو چترال سے لے کر تک بیس لاکھ سے زائد مجاہدین اور مہاجرین دیکھ رہے ہیں اور سرحدوں پہ بڑھے ہوئے ہیں۔ اور افغانستان میں وہ جہاد کر رہے ہیں۔ روس کے ساتھ۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ طلبا سبق پڑھ کر آتے ہیں۔ ہمارے سامنے روتے ہیں کہ حضرت ہمیں اجازت دو کہ ہم جہاد کے لئے چلے جائیں۔ ہم کہتے ہیں بھائی اس سے بہتر کام اور کیا ہوگا۔ وہ جہاد کو چلے جاتے ہیں۔ اگر حکومت کا سی آئی ڈی ہو تو اس سے آپ پوچھ سکتے ہیں۔ کہ چترال سے لے کر بلوچستان تک یہ محاذ سے جو بیس لاکھ ادھر ہیں یا زائد۔ اور اس طرف کون لڑ رہا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کو بھی کہتا ہوں کہ یہ جو اسرائیل اور یہودیوں کا بیت المقدس پر قبضہ ہے۔ خدا معلوم چودہ پندرہ برس یا اس سے زیادہ عرصہ ہوا کہ لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ یہودی جو ہیں نا۔ یہ تقریباً بائیس لاکھ اس زمانے میں تھے۔ اس کے مقابلے میں گرد اگرد مسلمان جوان کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ اردن۔ شام اور عراق اور یہ وہ اس زمانے میں بارہ کروڑ تھے۔ بارہ کروڑ اور ۲۲ لاکھ کا مقابلہ ہے۔ اور اگر تمام مسلمانوں کو جمع کر دیں تو وہ اگر تھوکیں صرف اور کچھ نہ کریں۔ لاٹھی نہ لیں ایک بار سب تھوکیں بھی۔ تو یہودیوں کو ڈبو دیں گے۔ یا نہیں ڈبوئیں گے۔

لیکن ہوا کیا۔ ہوتا یہ ہے۔ کہ روزانہ ہمارے دل کو زخمی کیا جاتا ہے۔ آج یہودیوں نے یہ کیا۔ آج ہماری تجارت کا۔ آج ہمارے اسلحہ کا۔ آج اس پر بمباری کی۔ عراق پر کل ہی بمباری کر چکا ہے۔ لیکن اس کا مقابلہ بارہ یا پندرہ کروڑ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ روس جس سے تمام دنیا ڈرتی تھی۔ ہوّا کتنا بڑا ہوّا تھا۔ مجھے خود معلوم ہے۔ جب ہم نے سنا کہ روس نے کابل پر حملہ کر دیا اور فوج لائی۔ تو رونے لگے ہم۔ کہ یا اللہ یہ تو ایک دو دن میں پاکستان آ جائے گا پھر یہ پاکستان میں آج یہ مدارس اور مساجد آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ بخارا اور سمرقند کی طرح ہوں گے۔ روسی جب بخارا اور سمرقند آیا تو تمام مدارس کو اصطبل بنایا۔ اور تمام مساجد کو تماشہ گاہ بنایا۔

آج ہم بھی ایسے ہوتے یا نہ ہوتے۔ روس کی کتنی طاقت ہے۔ کتنی کروڑوں فوج ہے۔ اس کی پشت پر اس کے اتحادی بھی ہیں۔ اور اس کے مقابلے میں میرے سامنے خود ایک طالب علم مجاہد نے کہا۔ کہ میں نے دعا کی یا اللہ میری لاٹھی کو مشین گن بنا دے۔ دعا میں نے کی۔ ابھی روزانہ خدا کے فضل سے دارالعلوم حقانیہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ جو امراء ہیں جتنے بھی طلبا ہیں جتنے بھی فضلا ہیں۔ اکثر ان میں وہ تیس برس کے پڑھے ہوئے لوگ ہیں۔ جو جہاد کر رہے ہیں۔

تو اس نے کہا کہ میں نے یہ دعا کی اور ایک جگہ دو تین ساتھی ایک ساتھ ہم چھپ کر بیٹھ گئے۔ روسی فوجیں

راستے میں ہم چھپ کر بیٹھے۔ اس میں ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آدھی رات جب ہوئی۔ تو وہ روسی جو بیٹھے ہوتے تھے، چوکیدار شراب پی کر بے ہوش ہو گئے۔ وہ طالب کہتا ہے کہ میں خود اٹھا اور اس روسی سے جو شراب پی کر لیٹا ہوا تھا اس سے شین گن لے کر جتنے بھی وہاں تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ تو اس نے کہا کہ میری دعا کو اللہ نے قبول کر لیا۔

لاٹھی کو مشین گن بنایا یا نہیں۔ بدر کی لڑائی میں ایسا ہوا۔ بدر کی لڑائی بھی ایسی ہوئی صحابہؓ کی۔ تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ آج یہ مدرسے کی برکت ہے۔ دیکھو نا۔ اللہ کی امداد اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ جس میں دنیاوی غرض نہ ہو۔ یہ یاد رکھنا۔ اگر میں جہاد کرتا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے وزارت ملے۔ مجھے صدارت ملے۔ مجھے کوئی دولت ملے۔ مجھے کوئی مشین گن ملے۔ مجھے کوئی صوبہ علاقہ ملے۔ پھر امداد نہیں ہوتی۔ سمجھے۔ اور جہاں خالص اس کے لئے ہو تو" ان تنصروا اللہ ینصرکم "، تم اللہ کے دین کی امداد کرو۔ اللہ تمہاری امداد فرمائے گا۔ تو یہ جو ہیں بے دست و پا آپ بھی متعجب ہوں گے۔ کہ یا اللہ یہ بے دست و پا افغانی۔ اور یہ جو طلبا ہیں لڑنے والے ان کے پاس کیا چیز ہے۔ جو روس اور اس کی فوج کا مقابلہ کرتے ہیں۔ لیکن کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؛ دو سال سے کر رہے ہیں اور الحمدللہ فاتح بھی یہ ہیں۔ انشاء اللہ۔ اللہ فتح دے گا۔ یہ برکت کیا ہے۔ یہ برکت اس کی ہے۔ کہ یہ جو ہیں داڑھی والے۔ سنت کے متبع۔ اور خدا کی رضا و خوشنودی کے لئے ہم سے جاتے ہیں۔ تو روتے ہوتے کہ اے اللہ مجھ کو شہید کر دے اس نیت سے وہ جاتے ہیں۔ تو اللہ ان کی امداد کرتا ہے۔ آج اس خبیث روس کو بھی انہوں نے بند کر دیا ہے۔ اور ان کے ساتھیوں کو بھی۔

یہ میں آپ سے عرض کرتا تھا۔ کہ مدرسے کا فائدہ ایک یہ ہے کہ اس پاکستان ہندوستان میں آج گیارہ کروڑ مسلمان ہندوستان میں ہیں۔ ہم جب آ رہے تھے۔ اس وقت سات کروڑ تھے۔ اب دس گیارہ کروڑ ہیں۔ اور اسی طریقے سے الحمدللہ پاکستان اللہ اس کو بھی ترقی دے۔ اور تمام اسلامی ممالک کو اللہ متحد کر دے۔ آپس کے جھگڑوں سے مسلمان کو اللہ محفوظ کر دے۔ اور وہی طالب علم ہیں کہ بے دینی کی لہر جب آ رہی ہے یہ حقیقت ہے مجھے پنڈی کا حال تو معلوم نہیں ہے۔ لیکن خود اپنا حال سن لیں۔ کوئی بھی ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ جو تلوار لے کر کہتا ہو۔ کہ میں جہاد کے لئے جاتا ہوں۔ قبائل آتے ہیں۔ طلبا آتے ہیں۔ علماء آتے ہیں۔ ہم سے استفتاء لیتے ہیں۔ ہم ان کو ترغیب دیتے ہیں۔ کہ بھائی میں خود اندھا ہوں۔ بیمار ہوں۔ ورنہ جی چاہتا ہے کہ پہلی صف میں جا کر لڑتا۔ لیکن بدقسمتی ہماری ہے کہ اس سے محروم ہیں۔ لیکن عوام بہت کم۔ میں نے نہیں دیکھا۔ کہ اس نے جہاد کی خاطر دعا کرائی ہو۔ ہاں بعض ملازمین ایسے ہیں۔ جو چترال اور ان سرحدات پر۔ وہ کبھی کبھی جب آ جاتے ہیں۔ تو دعا کے لئے آتے ہیں۔ کہ ہم سرحدات پر ہیں، اللہ ان کو فاتح بنائے۔ لیکن یہ برکت مدرسے کی ہے۔ سمجھے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ تمام قطار جتنا ہے، نا۔

رعد پر جتنا مدار ہے۔ اکثر دین کے سب طالب علم بار کے استاد ہیں۔ یا ان کے رہنما۔ یا ان کے دین دار ہیں کہ
ن کو اللہ نے روس کے مقابلے میں اور ان دشمنوں کے مقابلے میں فتح دی ہے۔ تو اب یہ بتائیے کہ ہم نے اگر بیس طلبا
د۔ اگر چالیس طلبا کو قرآن شریف پڑھا دیا۔ تو اس کا معنی یہ ہے۔ کہ ہم نے چالیس جرنیل تیار کر دیئے۔ حقیقت
ہے کہ اس مدرسے نے چالیس جرنیل تیار کر دیئے۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ آپ خود آ سکتے ہیں۔ دار العلوم
حقانیہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ وہ طلبا کتنے ہیں اور کہاں چلے گئے۔ اور کس قربان کے لئے جان دے رہے ہیں۔ یہ مدرسے
ی برکت ہے۔ کہ وہ جہاد بھی کر رہے ہیں۔ اور جہاد وہ جہاد جائیداد کے لئے نہیں۔ وزارت کے لئے نہیں۔ میں
نے آپ سے عرض کر دیا۔ کہ بارہ کروڑ یا تیس لاکھ کے مقابلے میں شکست کیوں کھا رہے ہیں۔ وہاں مغربیت ہے
حقیقت یہ ہے وہاں مغربیت ہے۔ وہاں دنیوی لالچ ہے۔ اور یہاں مغربیت کا نام و نشان نہیں۔ پرانے کپڑے
رہ پھٹے پرانے کپڑوں میں، وہ اللہ کا نام لے کر اللہ کی خوشنودی کے لئے لڑتے ہیں۔ تو یہاں امداد شامل حال ہے
روس بھی شکست کھا رہا ہے۔ یہ مدرسے کی برکت ہوئی۔ نا۔ اگر مدرسے میں وہ نہ پڑھتے۔ تو ان میں للہیت
کہاں سے آتی۔ اور وہ کیا جانتے کہ جہاد کیا چیز ہے۔ وہ یہی جانتے کہ جہاد بندوق لینا۔ اور اس کو قبضہ کرنا یہ اس کا
نام ہے۔ لیکن جب اس نے مدرسے میں پڑھ لیا۔ قرآن مجید۔ تو وہ سمجھ گیا۔ کہ جہاد فی سبیل اللہ خدا کے راستے میں۔
ان تنصروا اللہ الخ تم خدا کے دین کی امداد کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

دیکھو نا۔ خدا کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے۔ ہماری نیتوں کا ٹٹول ہے۔ تو اگر تم خدا کے دین کی امداد کے لئے
کھڑے ہو جاؤ۔ تو اللہ تمہاری امداد کرے گا۔ آج ان کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ یہ اسلام کی کرامت ہے۔ آیت کا معجزہ ہے
تم دیکھ رہے ہو کہ امداد ہو رہی ہے۔ کہ نہیں ہو رہی۔ ہتی دستوں کی امداد ہو رہی ہے۔ وہ کیوں اس لئے کہ وہ دین کی
خدمت کے لئے کھڑے ہیں۔ جہاں بھی مسلمان دین کی خدمت کے لئے کھڑا ہو گا۔ اللہ اس کی امداد کرے گا ——
—— آپ حضرات کا بہت وقت میں نے لیا۔

<u>دعا</u> | میرے محترم بزرگو! یہ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دار العلوم کو۔ اس کے کارکنوں کو۔ تمام پاکستان کے
رہنے والوں کو جتنے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو دینی دنیوی ترقی سے نوازے۔ یا اللہ! اپنے فضل و کرم سے
ہم سب پر احسان فرما۔ اللہم ارحمنا بالقرآن العظیم۔ واجعلہ لنا اماما و ھدی و رحمۃ۔ اللہم ذکرنا منہ ما نسینا۔ وعلمنا
منہ ما جہلنا۔ وارزقنا تلاوتہ آناء اللیل وآناء النہار واجعلہ لنا حجۃ یارب العالمین۔

یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ان تمام حاضرین مرد ہیں۔ مائیں ہیں۔ بہنیں۔ بچیاں ہیں بچے ہیں۔ سب کو اے اللہ
دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ مجھ ناچیز کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کے لئے صحت عطا
فرمائے۔ اور اللہ جل جلالہ استقامت علی الدین عطا فرمائے۔

(باقی صد ۴۲ پر)